بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ✦ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

ربوہ

جلد ۷۲/۳۷ سوموار ۵ ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ ۵ ظہور ۱۳۶۲ ہش ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء نمبر ۱۸۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب نے دعوۃ الی اللہ کے فریضہ کو ہر رنگ میں جاری رکھا اور ہر آن نبھایا

آپکی علمی صلاحیتوں اور خادمانہ جذبوں کے طفیل آپکو تین خلفائے سلسلہ کا قرب خاص حاصل رہا

صدر انجمن احمدیہ کے ناظران و ممبران کی طرف سے حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب کی وفات پر قرارداد تعزیت

محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد و صدر مجلس کارپرداز کے المناک سانحۂ ارتحال پر گہرے غم اور دلی صدمہ کے اظہار کیلئے صدر انجمن احمدیہ کا ایک غیر معمولی اجلاس مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۸۳ء بروز اتوار زیر صدارت مکرم و محترم صوفی غلام محمد صاحب قائمقام صدر۔ صدر انجمن احمدیہ منعقد ہوا۔ جسمیں صدر انجمن احمدیہ کے جملہ ناظران و ممبران کی طرف سے حسب ذیل قرارداد تعزیت پیش ہو کر اتفاق رائے سے پاس ہوئی:۔

قرارداد تعزیت

"صدر انجمن احمدیہ کا یہ غیر معمولی اجلاس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نہایت بے نفس اور باوفا خادم۔ جید عالم اور نامور مقرر حضرت مولانا عبدالمالک خانصاحب ناظر اصلاح وارشاد و صدر مجلس کارپرداز کی حد درجہ اندوہناک رحلت پر دلی صدمہ اور گہرے غم والم کا اظہار کرتا ہے۔ آپ ایک خالصۃً دینی اور للّٰہی سفر کے دوران کار کے حادثہ میں انتقال فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

محترم مولانا عبدالمالک خانصاحب نے ایک مخلص واقفِ زندگی کے طور پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کے میدان میں اُس وقت قدم رکھا تھا جبکہ آپ ۲۲ سال کی عمر کے نوخیز جوان تھے اور دنیاوی دلچسپیوں اور نفسانی امنگوں کی وسیع دنیا آپ کو خوش آمدید کہنے کے لیے اپنا دامن پھیلائے آپ کے سامنے تھی مگر آپ نے دُنیا کی رعنائیوں کے کلیۃً منہ موڑ کے بے نفسی اور انکساری کا چولہ پہن کر تبلیغ اسلام کی کٹھن راہ کو اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کی ودیعت کردہ اعلیٰ صلاحیتوں کو تادم واپسیں خدمتِ دین کے لیے وقف اور صرف کر کے ایک قابلِ رشک مثال قائم کی۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

بطور واقفِ زندگی آپ کی خدمات ۴۸ سال کے وسیع عرصہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس طویل عرصہ میں آپ کو خدمتِ دین کے مقدس فریضہ کی بجا آوری کے لیے جن اہم مقامات پر کام کرنے کا موقعہ ملا ان میں لکھنؤ۔ آگرہ۔ حیدرآباد دکن لاہور۔ کراچی اور گھانا (مغربی افریقہ) شامل ہیں۔ مختلف میدانوں میں جا کر تبلیغی جہاد میں بھرپور کردار ادا کرنے کے بعد آپ کو زندگی کے آخری تیرہ سال جماعتِ احمدیہ عالمگیر کے مرکز ربوہ میں مجاہدین و مبلغینِ اسلام کے سرخیل و نگران کی حیثیت سے بطور ناظر اصلاح وارشاد خدمات بجا لانے کا موقعہ ملا اور نہایت کامیابی کے ساتھ آپ نے اس عہدہ جلیلہ کا حق ادا کیا۔

آپ خاندانی اعتبار سے برصغیر کی مشہور و معروف سیاسی شخصیتوں یعنی "علی برادران" کے خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت خان ذوالفقار علی خانصاحب گوہر "علی برادران" میں سب سے بڑے تھے اور سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے ۱۹۰۰ء میں جماعت احمدیہ میں شمولیت کی سعادت آپ نے پائی تھی۔ ان کا فرزند ہونے کے ناطے محترم عبدالمالک خانصاحب نے اپنی خاندانی وجاہت و عظمت کو سرمایۂ افتخار سمجھنے کی بجائے ہمیشہ بے نفسی۔ انکساری اور فروتنی کا لبادہ پہن کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلص اور باوفا خادم کے طور پر زندگی گزاری اور اطاعت نظام میں آپ نہایت شاندار نمونہ چھوڑ کر اس عالم فانی سے رخصت ہوئے۔

محترم مولانا عبدالمالک خانصاحب ایک جید عالم اور دینی علوم میں وسیع نظر رکھنے والی شخصیت تھے۔ ناظر اصلاح وارشاد کے منصب پر فائز ہونے کے علاوہ مجلس کارپرداز کے صدر اور جماعت احمدیہ کی مجلس افتاء اور بورڈ وقف نو کے رکن تھے اور آپ کی علمی صلاحیتوں اور خادمانہ جذبوں کے طفیل آپ کو تین مقدس خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خاص قرب حاصل رہا یہ سعادت خدائے بخشندہ کی عطاء کے بغیر کہاں ملتی ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے گہرے علمی ذوق کے علاوہ خطابت کے اعلیٰ ملکہ سے نوازا تھا۔ آپ کی تقاریر نہایت شستہ اردو اور شاندار فصاحت و روانیٔ کلام کا مرقع ہوتی تھیں جو اپنوں اور بیگانوں سبھی کو متاثر کرتیں اور آپ نے اپنی اس منفرد خوبی کو اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے خوب خوب استعمال کیا مگر کبھی خودنمائی یا خودستائشی کا رنگ قریب نہیں آنے دیا۔ محض للّٰہی جذبہ ہمیشہ غالب اور نمایاں رہا۔

خدمات کے میدان میں نسبتاً زیادہ لمبا عرصہ آپ کو کراچی جیسے اہم شہر میں کام کرنے کا موقع ملا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جماعت احمدیہ کراچی کی ترقی اور استحکام میں آپ کی مخلصانہ مساعی اور تربیتی کاوشوں کا بنیادی دخل ہے۔

مغربی افریقہ کے ایک اہم ملک یعنی گھانا میں آپ کو تین سال تک تبلیغی جہاد پر مامور کیا گیا۔ وہاں آپ نے عیسائیت کے مقابلہ کے لئے احمدی نوجوانوں کو تیار کرنے میں انتھک محنت کی اور انھیں علمی دلائل سے آراستہ کرنے کے علاوہ ان کی ایسی شاندار تربیت کی کہ ان میں درجنوں کی تعداد میں مبلغین تیار ہو گئے جو آج وہاں تبلیغ کے میدان میں شاندار خدمات بجا لا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں گھانا کے دوسرے بڑے شہر یعنی کماسی میں آپ کی کامیاب مساعی کے نتیجہ میں ایک نہایت شاندار دو منزلہ عمارت "احمدیہ دارالتبلیغ"

(باقی صفحہ ۸ پر)

اخبارِ احمدیہ

۱۳ ظہور (اگست)۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

بلڈ پریشر زیادہ ہو گیا تھا۔ اس وقت متلی کی شکایت ہے اور طبیعت زیادہ خراب ہے۔ احباب جماعت خاص درد و الحاح سے بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے آمین اللّٰھم آمین

● استاذی المکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ و مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ ان دنوں صاحب فراش ہیں اور راولپنڈی میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنی عاجزانہ دعاؤں میں اس قابل احترام مخلص خادم دین وجود کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور احمدیت کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

(سید حسن طاہر بخاری۔ جامعہ احمدیہ۔ ربوہ)

قرض لیکر چندہ دیا

اللہ نے تین گنا دے دیا

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو کیسے کیسے مخلصین عطا کئے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ کینیڈا کے ایک دوست نے نئے مشن ہاؤسز و مساجد کیلئے ۵۰۰۰ ڈالرز کا وعدہ کیا جب گھر آئے تو بیگم نے کہا ہم پر تو قرض ہیں یہ رقم کہاں سے آئے گی۔ انہوں نے جواب دیا کہ خدا کے لئے دینا ہے۔ اسی پر توکل کر کے وعدہ کیا ہے اور وہی دے گا بھی۔ چنانچہ چند روز کے بعد ہی انہیں کمپنی والوں نے کہا کہ اگر ہمیں گارنٹی دو کہ ۱½ سال ہمارے ساتھ کام کرتے رہو گے تو تمہیں ۱۵۰۰۰ ہزار ڈالرز زائد دیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تین ہفتہ کے اندر اندر تین گنا دینے کا انتظام کر دیا۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے ان کی توفیق خدمت و قربانی کو بڑھاتا چلا جائے جملہ مشکلات اور پریشانیوں سے نجات دے اور ان پر راضی ہو۔

(وکیل المال ثانی تحریک جدید)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ، پبلشر: مسعود احمد ، پرنٹر: سید عبدالحی ، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ ، قیمت: ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۵ ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ

۱۵ ظہور ۱۳۶۲ ہش

معاشرتی برائیوں کی بھرمار

اور

ان کی اصل جڑ

قرآن کریم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرتی برائیوں کی اصل جڑ ایک ہی ہے اور وہ ہے شرک۔ معاشرتی برائیاں پھیلتی ہی اس وقت ہیں جب لوگ خدائے واحد سے منہ موڑ کر اور شرک میں مبتلا ہو کر معبودانِ باطلہ کی پرستش شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ نیکی اور نیک چلنی کا دور دورہ اُس وقت ہی ہوتا ہے جب قوم کے افراد ہر قسم کے شرک سے باز آ کر صرف اور صرف خدائے واحد کی عبادت اور اس کی کامل اطاعت و فرمانبرداری پر مضبوطی سے قائم ہو جاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء اس وقت ہی مبعوث ہوئے جب انسانی معاشرہ میں شرک کے ایک لازمی نتیجہ کے طور پر معاشرتی برائیاں جنگل کی آگ کی طرح پھیل جاتی تھیں۔ ان کا اپنی اپنی قوموں کے نام ایک ہی پیغام ہوتا تھا کہ

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ

(ھود آیات ۵۱، ۶۲، ۸۵)

ترجمہ:۔ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔

پھر قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایک نبی بھی ایسا نہیں گزرا جس کی ساری کی ساری قوم یکدم اس کی آواز پر کان دھر کر شرک سے باز آ گئی ہو اور خدائے واحد کی عبادت کرنے لگی ہو۔ وہ معاشرتی برائیوں سے باز آنے کے لئے کسی صورت تیار نہ تھے۔ اس لئے وہ توحید کے پیغام کو دبانے کی خاطر اپنے وقت کے نبی اور اس پر ایمان لانے والوں پر ظلم ڈھانے سے باز نہ آئے حتیٰ کہ عذابِ الٰہی کا مزہ چکھ کر راہِ راست پر آئے اور اس طرح بچ رہنے والوں اور ان کی آئندہ نسلوں کو معاشرتی برائیوں اور ان کی ہلاکت آفرینیوں سے نجات ملی۔

شرک کے نتیجہ میں معاشرتی برائیاں اس لئے پنپتی اور پھیلتی چلی جاتی ہیں کہ ایک قادر مطلق خدائے واحد کی ہستی پر لوگوں کو ایمان نہیں ہوتا ان کی عقیدت اور وفاداری خیالی دیوی دیوتاؤں اور خود ساختہ بتوں میں بٹی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ سزا اور عقوبت کے ڈر سے بے نیاز ہو کر اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے لگ جاتے ہیں اور ان خواہشات کو ہی اپنا معبود بنا لیتے ہیں۔

نفسانی خواہشات کی پیروی ایسی بلا ہے جو ان موحدوں میں بھی پیدا ہو جاتی ہے جو صرف زبان سے تو توحید باری تعالیٰ کا اقرار کرتے ہیں لیکن فی الاصل اس کے قادر مطلق اور شدید العقاب ہونے کو فراموش کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی نفسانی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں اور انہی کی پرستش میں لگے رہتے ہیں وہ توحید کے زبانی اقرار کے باوجود عند اللہ مشرک شمار ہوتے ہیں۔ ان کے درمیان معاشرتی برائیوں کی بھرمار ان کے پوشیدہ شرک کو آشکار کر رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں معاشرتی برائیوں میں ملوث ایسے نام کے مومنوں کے اس خیال کی پُر زور تردید فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں حقیقی مومنوں اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والوں کا سا درجہ دے گا۔ یہاں تک کہ دونوں قسم کے لوگوں کی زندگی اور موت برابر ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے نفسانی خواہشات کو معبود کا درجہ دینے اور معاشرتی برائیوں میں مگن رہنے والے ایسے نام کے مومنوں کو گمراہ قرار دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے:۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

(الجاثیہ آیت ۲۴)

ترجمہ:۔ کیا تُو نے اس شخص کی حالت پر بھی غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔ اور اللہ نے اس کو اپنے علم کامل کی بنا پر گمراہ قرار دیا ہے اور اس کے کانوں اور اس کے دل پر مُہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ سو اب اللہ کے (اس فعل کے) بعد اسکو کون ہدایت دے سکے گا۔ تم کیوں نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

اس اور اس جیسی دیگر آیات سے ظاہر ہے کہ معاشرتی برائیوں کی اصل جڑ توحید باری تعالیٰ سے بے اعتنائی اور شرک کی فراوانی ہے۔ شرک میں مبتلا ہونے کے باعث ایسے لوگ اپنی خواہشات نفسانی کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں قسم ہا قسم کی معاشرتی برائیوں میں ملوث ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اس لئے کسی قوم میں معاشرتی برائیوں کی بھرمار اس قوم کے کسی نہ کسی لحاظ سے مشرک ہونے پر دال ہوتی ہے۔ یہ مخفی شرک جب ایک دفعہ جڑ پکڑ لے تو اس قدر راسخ ہو جاتا ہے کہ اس قوم کے لئے ذاتی کوشش کے نتیجہ میں اس سے چھٹکارا ممکن نہیں رہتا اور نہ ہی اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی معاشرتی برائیوں کا سدِّباب ممکن ہوتا ہے اور اگر ممکن ہوتا تو اس شرک کو مٹانے کے لئے خدا تعالیٰ اپنے مامور مبعوث نہ کرتا اور بلا استثناء وہ سب يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ کی ندا بلند نہ کرتے۔

اپنے دَور کے عظمت نشاں منارے

(حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب کی وفات پر)

یہ لوگ کتنے دل و جاں سے ہم کو پیارے ہیں
جو ہم کو چھوڑ کے اگلے جہاں سدھارے ہیں

جو تابعین میں رکھتے ہیں اک مقامِ بلند
جو اپنے دور کے عظمت نشاں منارے ہیں

جدائی دے گئے خدام بھی شمس بھی ہم کو
ابوالعطاء بھی۔ اتالیق جو ہمارے ہیں

ظفر[1] وہ شاعرِ رنگیں نوا ہوا خاموش
نذیر[2] نکتہ بیاں خلد کو سدھارے ہیں

اور آج ناظرِ اصلاح حضرتِ مالک
جو چشمِ حضرتِ طاہر کے ایک تارے ہیں

ہے جن کی شعلہ نوائی کی دھوم دنیا میں
جو خاندانِ خطابت کے اک دلارے ہیں

تمام عمر گذاری جنہوں نے خدمت میں
اسی بنا پہ تو مخدوم وہ ہمارے ہیں

وہ علم و فضل و مروّت کا پیکرِ رنگیں
بیان جس کے فصاحت کے شاہپارے ہیں

دعا و زہد و تعبّد غذا رہی جس کی
وہ جس نے عشقِ محمدؐ میں دن گزارے ہیں

تمام عمر منادی رہا مسیحاؑ کا
گواہ اس پہ شہادت کے خوں کے دھارے ہیں

خدا کی راہ میں جاتے ہوئے شہید ہوئے
ابھی یہاں تھے ابھی دوسرے کنارے ہیں

لگی ہے چوٹ تو کاری مگر خدا کی قسم
خدا کے ہاتھ نے بخشے ہمیں سہارے ہیں

ہر اک خلا کو خدا نے کیا ہے پُر ایسا
فلک وہی ہے نئے چاند اور ستارے ہیں

راجہ نذیر احمد ظفر۔ ربوہ

---

[1] حضرت مولانا ظفر محمد صاحب ظفر

[2] حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قبلہ قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں

مکرم عبدالماجد طاہر صاحب - رکن دارالافتاء - ربوہ

(یہ مضمون الفضل کی اشاعت ۹ مئی ۱۹۸۳ء کے تسلسل میں ہے) اسمیں آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں قبلہ کی وضاحت کی گئی ہے اور اسے مفتی سلسلہ کے مشورہ سے تیار کیا گیا ہے

قبلہ سے مراد وہ مقدس کمرہ ہے جو مکہ مکرمہ میں موجود ہے۔ جسے بیت اللہ کعبہ اور المسجد الحرام کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے پتھر کی بنی ہوئی یہ عمارت سیاہ رنگ کے ریشمی غلاف سے ڈھکی رہتی ہے۔ اس کی لمبائی ۴۴ فٹ، چوڑائی ۳۳ فٹ اور اونچائی ۴۵ فٹ کے قریب ہے۔ اس کا دروازہ زمین سے سات فٹ بلند ہے اور بجانب مشرق چاہ زمزم کی طرف کھلتا ہے۔ اس کے ارد گرد گول دائرہ کی شکل میں ایک مسجد ہے۔ اسے بھی المسجد الحرام کہتے ہیں۔

بیت اللہ سے یہ مراد نہیں کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ اس مکان میں رہتا ہے۔ وہ تو لامکان اور گھر کی احتیاج سے منزہ اور پاک ہے بلکہ اس مقدس کمرہ کو بیت اللہ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ جگہ جہاں سے دنیا میں مذہب کی ابتداء ہوئی۔ یہی عمارت ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر بنائی گئی تھی۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یوں فرماتا ہے:۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ

(آل عمران ۹۷)

سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے روحانی فائدہ کے لئے بنایا گیا تھا وہ ہے جو مکہ میں ہے وہ تمام جہانوں کے لئے برکت والا مقام اور موجب ہدایت ہے۔

روایت ہے کہ یہ مقدس عمارت تمام انبیاء کا قبلہ رہی اور حضرت آدم علیہ السلام اور دوسرے انبیاء نے اس کا حج کیا۔

"اولاً حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ کو تعمیر کیا اس کے اثبات میں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کو حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کی طرف بھیجا اور ان کو کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل ارشاد کی جب تعمیر مکمل ہو گئی تو ان کو طواف کا حکم دیا گیا۔"

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۱۷ صفحہ ۳۲۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رؤیا میں انبیاء علیہم السلام کو حج کے لئے تلبیہ کہتے ہوئے اور مختلف وادیوں سے گذرتے ہوئے دیکھا۔ اس رؤیا کا ذکر حضرت ابن عباسؓ یوں بیان کرتے ہیں۔

"سِرْنَا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین مکۃ والمدینۃ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فقال ای وادٍ ھذا فقالوا وادی الأزرق قال کأنی انظر الی موسیٰ فذکر من لونہ وشعرہ شیئاً واضعاً اصبعیہ فی اذنیہ لہ جوارٌ الی اللہ بالتلبیۃ مارًا بھذا الوادی، قال ثم سِرنا حتی اتینا علی ثنیۃ فقال ای ثنیۃ ھذہ قالوھرشی او لفتٌ فقال کأنی انظر الی یونس علی ناقۃٍ حمراء علیہ جبۃ صوفٍ خطام ناقتہ لیفٌ مارًا بھذا الوادی مُلبیًا۔"

(مسند امام احمد بن حنبل الجزء الاول صفحہ ۲۱۶)

"ہم مکہ اور مدینہ کے درمیان جا رہے تھے کہ ہم ایک وادی سے گذرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون سی وادی ہے عرض کیا گیا کہ وادی ازرق ہے فرمایا گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتا ہوں اور آپ نے ان کے رنگ اور بالوں کا بھی کچھ تذکرہ فرمایا کہ وہ اپنی انگلیاں کانوں میں دھرے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف التجا اور لبیک کہتے ہوئے وادی سے گذر رہے ہیں۔ راوی کہتا ہے پھر ہم آگے چلے یہاں تک کہ ہم ایک گھاٹی پر پہنچے آپ نے فرمایا یہ کون سی گھاٹی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہرشی یا لفت نامی گھاٹی ہے۔ آپؐ نے فرمایا گویا میں یونس علیہ السلام کو سرخ اونٹنی پر صوف کا جبہ پہنے ہوئے اس وادی میں تلبیہ کہتے ہوئے گذرتے دیکھتا ہوں۔"

اسی طرح کا ایک واقعہ طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس وادی الروحاء میں مجھ سے پہلے ستر انبیاء نے نماز پڑھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی یہاں سے گذرے وہ دو چادروں میں (احرام باندھے ہوئے) تھے ناقہ ورقاء پر سوار ستر ہزار بنی اسرائیل کے ہمراہ انہوں نے اس بیت العتیق کا حج کیا۔"

(رواہ طبرانی - تاریخ الوفاء جلد ۲ صفحہ ۱۶۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کسی وقت پر عمارت منہدم ہو گئی اور اس کے ارد گرد جو آبادی تھی وہ بھی اجڑ گئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اشارہ پاکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو اس جگہ بسایا اور بالہام الٰہی باپ بیٹے دونوں نے مل کر یہ مقدس عمارت اپنی پہلی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک آباد ہے۔ قرآن اس تعمیر کا ذکر یوں بیان فرماتا ہے:۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ (البقرہ: ۱۲۸)

اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب ابراہیم اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہا تھا اور اس کے ساتھ اسماعیلؑ بھی اور وہ دونوں کہتے جاتے تھے کہ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے اس خدمت کو قبول فرما تو ہی ہے جو بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

۵۷۰ء میں جب یمن کا حاکم ابرھہ کعبہ کو گرانے کے لئے مکہ پر حملہ آور ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت خود فرمائی اور اس کی فوج کو نیست و نابود کر دیا یہ واقعہ مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان محسّر کے قریب محسّر نامی مقام پر پیش آیا قرآن کریم میں اس واقعہ کا ذکر سورہ فیل "اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ" کہہ کر بیان کیا گیا ہے۔

یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے تقریباً ایک سال قبل پیش آیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سالہ مکی زندگی میں بیت المقدس (یروشلم) کی طرف اس طرح رخ کر کے نماز پڑھتے رہے کہ خانہ کعبہ بھی آپ کے سامنے آجاتا۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے:۔

"وقد جاء فی ھذا الباب احادیث کثیرۃ وحاصل الأمر انہ قد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أُمِرَ باستقبال الصخرۃ من بیت المقدس وکان بمکۃ یصلی بین الرکنین فتکون بین یدیہ الکعبۃ وھو مستقبل صخرۃ بیت المقدس فلمّا ھاجر الی المدینۃ تعذّر الجمع بینھما فأمرہ اللہ بالتوجہ الی بیت المقدس۔"

(تفسیر ابن کثیر الجزء الاول صفحہ ۱۹۲)

یعنی تحویل قبلہ کی بحث میں بہت سی احادیث روایت کی گئی ہیں ان سب کو جمع کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا کہ آپؐ صخرۃ بیت المقدس کی طرف منہ کریں چنانچہ آپؐ مکہ میں نماز پڑھتے ہوئے ایسے طور پر بیت المقدس کی طرف منہ کرتے تھے کہ کعبہ بھی سامنے رہتا اور بیت المقدس بھی لیکن جب آپؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی تو یہ طریق جاری نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ اس لئے خدا نے آپؐ کو یہ حکم دیا کہ آپؐ بیت المقدس کی طرف منہ کیا کریں۔

حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:۔

"تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ مکہ میں بھی آپ کو یہی حکم تھا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں اور اس حکم کی تعمیل میں آپ ہجرت سے قبل بھی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ہی نمازیں پڑھا کرتے تھے ..... بعض روایات میں یہ ذکر آتا ہے کہ جب آپؐ مکہ میں تھے تو آپ ایسی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے کہ خانہ کعبہ اور بیت المقدس دونوں آپ کے سامنے رہتے تھے۔"

(تفسیر کبیر البقرۃ الجزء الثانی صفحہ ۲۳۳)

مدینہ میں ہجرت کر آنے کے بعد سولہ سترہ مہینے تک آپؐ نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں۔ آخر ایک روز جبکہ آپؐ مسجد بنی سلمہ میں نماز پڑھا رہے تھے آپؐ پر تحویل قبلہ کے بارہ میں وحی نازل ہوئی اور آپؐ نے نماز کی حالت میں ہی بیت اللہ کی طرف منہ پھیر لیا اور صحابہؓ نے بھی آپؐ کے ساتھ ہی اپنا رُخ بیت اللہ کی طرف پھیر لیا۔ اسی وجہ سے اس مسجد کو ذوالقبلتین کہتے ہیں۔

تحویل قبلہ:۔ قرآن کریم کے مختلف طریقوں میں سے ایک بہت ہی پیارا طریق یہ بھی ہے کہ جب وہ کوئی اہم بات بیان کرنا چاہے تو اس کے متعلق تمہید کے طور پر بعض باتوں کا ذکر کر دیتا ہے تا اس بات کی اہمیت لوگوں پر واضح ہو جائے اور ان کے دل پہلے سے ہی حکم الٰہی کو بشاشت کے ساتھ قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ اسی طریق کے مطابق تحویل قبلہ کا حکم قرآن کریم میں نازل ہوا۔ اور اس ضمن میں سب سے پہلے جو آیت نازل ہوئی وہ یہ ہے:۔

سیقول السفھاء من الناس ما ولّٰھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا۔ (البقرۃ: ۱۴۲)

کم عقل لوگ ضرور کہیں گے کہ ان مسلمانوں کو ان کے اس قبلہ سے جس پر وہ پہلے تھے کس چیز نے پھرا دیا ہے۔

اس آیت میں تحویل قبلہ کے حکم سے قبل خدا تعالیٰ نے ایک ابتلاء سے آگاہ کیا اور دشمن کا اعتراض بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اشارۃً اس بات کی بھی وضاحت فرما دی کہ ہم عنقریب تحویل قبلہ سے متعلق ایک نہایت ہی اہم حکم نازل کرنے والے ہیں اور "قُلْ لِّلّٰہِ المشرق والمغرب" کہہ کر یہ بیان کر دیا کہ دشمن کا اعتراض باطل اور لغو ہے کیونکہ اللہ کے لئے شرق و غرب سب برابر ہیں وہ جس جہت کو چاہے فضیلت دے دے۔

اللہ تعالیٰ نے تحویل قبلہ کے حکم سے قبل بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا فلسفہ بھی ایک ابتلاء اور آزمائش کی صورت میں بیان فرمایا:۔

"وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ"

یعنی ہم نے اس قبلہ کو جس پر تو پہلے سے قائم تھا یعنی بیت المقدس کو صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ تا ہم اس شخص کو جو اس رسول کی فرمانبرداری کرتا ہے اس شخص کے مقابل جو ایڑیوں کے بل پھر جاتا ہے ایک ممتاز حیثیت میں ظاہر کر دیں یہ آیت بتاتی ہے کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم بطور آزمائش و ابتلاء کے تھا

اس کے بعد خدا تعالیٰ نے تحویل قبلہ کا حکم یوں بیان فرمایا ہے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ط (البقرۃ: ۱۴۵)

یعنی (اے محمد) ہم آسمانی احکام کے انتظار کے بارہ میں تیری توجہ کا پھرنا (تقلب) دیکھ رہے ہیں۔ یعنی حضور اپنی روحانی فراست کی بناء پر اس بات کے منتظر تھے کہ خدائی حکم نازل ہو اور آئندہ کے لئے خانہ کعبہ کو قبلہ قرار دیا جائے۔

نُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا تک تو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہی تھا اور ابھی تک تحویل قبلہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا چنانچہ پہلی مرتبہ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فرما کر اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا کہ صرف مدینہ میں نہیں بلکہ جہاں کہیں بھی ہو اس کی طرف منہ کرنا ضروری ہے اور بیت المقدس کو مدنظر رکھنا ضروری نہیں۔

احادیث میں تحویل قبلہ کے واقعہ کا ذکر یوں بیان ہوا ہے:۔

"عن البراء قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلّٰی نحو بیت المقدس ستۃ عشر شھرًا او سبعۃ عشر شھرًا وکان رسول اللہ علیہ وسلم یحبّ اَنْ یُوَجَّہَ الی الکعبۃ فانزل اللہ عزّ وجلّ قد نرٰی تقلّب وجھک فی السماء فتوجّہ نحو القبلۃ..... فصلّٰی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلٌ ثم خرج بعد ما صلّٰی فمرّ علی قومٍ من الانصار فی صلوٰۃ العصر یصلّون نحو بیت المقدس فقال ھو یشھد ان صلّٰی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ توجّہ نحو الکعبہ فتحرّف القوم حتّٰی توجّھوا نحو الکعبۃ۔"

(بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب التوجہ نحو القبلۃ حیث کان)۔

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لانے کے بعد سولہ سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے لیکن آپؐ کو پسند یہی تھا کہ قبلہ بیت اللہ مقرر ہو۔ آخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بارہ میں حکم نازل ہوا اور آپؐ نے اپنا چہرہ بیت اللہ کی طرف کر لیا۔ ایک شخص جو نماز میں آپؐ کے ساتھ شامل ہوا تھا وہ نماز سے فارغ ہو کر ایک اور مسجد کے پاس سے گذرا تو اس نے دیکھا کہ لوگ رکوع کی حالت میں ہیں اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس پر اس نے بلند آواز سے کہا کہ اَشْھَدُ بِاللّٰہِ۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے تو اس پر لوگوں نے بھی نماز کی حالت میں بیت المقدس کی طرف سے منہ ہٹا کر بیت اللہ کی طرف کر لیا۔"

تحویل قبلہ کا واقعہ نماز ظہر میں ہوا اس کی وضاحت کرتے ہوئے ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

"ووقع عند النسائی من روایۃ ابی سعید بن المعلی انّھا الظھر وقال کنت انا وصاحبی اوّل من صلی الی الکعبۃ وذکر غیر واحد من المفسرین وغیرھم ان تحویل القبلۃ نزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد صلی رکعتین من الظھر وذالک فی مسجد بنی سلمۃ فسمّی مسجد القبلتین وفی حدیث نویلہ بنت مسلم انّھم جاءھم الخبر ذالک وھم فی صلوٰۃ الظھر فتحوّل الرجال مکان النساء والنساء مکان الرجال"

(تفسیر ابن کثیر۔ الجزء الاوّل صفحہ ۱۹۰)

نسائیؒ نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ ظہر کی نماز تھی جس میں تحویل قبلہ ہوئی۔ ابو سعید بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا ساتھی پہلے لوگ ہیں جنہوں نے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ بہت سے دوسرے مفسرین اور بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ظہر کی نماز کی دو رکعتیں ہو چکی تھیں جب یہ حکم نازل ہوا اور یہ حکم مسجد بنی سلمہ میں نازل ہوا اس لئے صحابہؓ اس مسجد کو مسجد القبلتین کہتے ہیں۔ اسی طرح نویلہ بنت مسلم کی یہ روایت کہ وہ ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ یہ خبر آئی کہ بیت اللہ قبلہ مقرر ہو گیا ہے۔

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"ظہر والی روایات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہیں۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ تحویل قبلہ تو ظہر کے وقت ہوئی ہو اور ایک شخص عصر کی نماز میں شامل ہوا ہو اور اس نے اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے دیکھ لیا ہو کہ تحویل اب ہوئی ہے کیونکہ عصر کے وقت آنے والے کا خیال ظہر کی نماز کی طرف نہیں جا سکتا۔ پس ظہر والی روایت کو

باقی صفحہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آہ! ہمارے پیارے مولانا عبدالمالک خان صاحب

مکرم پیر افتخار الدین احمد صاحب ابن پیر انوار الدین صاحب مرحوم۔ سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی۔

آج اس بات کو تحریر کرتے ہوئے ہی دل کو سخت دھچکا لگتا ہے کہ ہمارے پیارے بزرگ جماعت احمدیہ کے جید عالم اور نہایت فرشتہ سیرت، خلافت کے سچے و بے لوث خادم حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب ہم کو داغ مفارقت دے کر اپنے سب سے پیارے کے پاس چلے گئے ع "بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر۔"

جامعہ احمدیہ کے ریکارڈ کے مطابق حضرت مولانا کی تاریخ پیدائش ۲۵ نومبر ۱۹۱۱ء تھی۔ اس حساب سے انہیں کم و بیش نصف صدی کے قریب سلسلہ کی انتھک خدمت کا بھرپور موقع ملا۔ پیارے مولانا عبدالمالک خان صاحب نہایت خوبیوں کی ایک جامع تصویر تھے۔ وہ ایک جادو بیان مقرر۔ شمع خلافت کے پروانے۔ بے حد متقی۔ صاحب کشوف و رؤیا بزرگ تھے۔ ظاہراً ان کی شخصیت ایک بارعب شخصیت دکھائی دیتی تھی۔ لیکن ان کو قریب سے جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ وہ نہایت درجہ ہمدرد۔ مخلص۔ اور نرم دل انسان تھے۔ اپنے دفتر میں سٹاف کے ساتھ بھی ان کا رویہ بالکل اپنے بچوں کا سا تھا! اور وہ ہر کسی کے جذبات کا بے حد احترام فرماتے تھے۔ اپنے ساتھ کام کرنے والوں کی تکالیف کو اپنی تکلیف خیال کرتے اور ہر طرح اس کو رفع کرنے کی کوشش کرتے۔ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے بارے میں بتاتے تھے کہ تنگی کے ان ایام میں ہم گھر میں صرف نمک مرچ پہ گزارا کیا کرتے تھے۔ لیکن کسی کو اپنی اس حالت کی خبر نہ ہونے دی۔ بہت صابر۔ نہایت درجہ نڈر اور مخالفت کی ذرہ پرواہ نہ کرنے والے وجود تھے۔ خلافت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ غیر معمولی وابستگی اور عشق رکھتے تھے بلکہ یہ کہنا بجا ہے کہ وہ شمع خلافت کے ایک عاشق پروانہ تھے ہر فرد کو خلافت کی قدر کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

پچھلے دنوں جب حضرت مولانا جماعتی کام کے سلسلہ میں راولپنڈی تشریف لائے تو محض خدائے بزرگ و برتر کی دی ہوئی توفیق سے مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا کہ میرے پیارے بزرگوار نے میرے ہاں قیام فرمایا اور میری خوش نصیبی و خوش بختی میں اضافہ اس طرح ہوا کہ اکثر ان کے فارغ اوقات میں میں ان کے کمرہ میں اجازت لے کر بیٹھ جاتا۔ اور پھر دین و سلسلہ کی باتوں کا دور شروع ہو جاتا۔ آج ان باتوں کا خیال کرتا ہوں تو وہ سب منظر آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے اور ان کی آواز جیسے اب بھی میرے کانوں میں سنائی دے رہی ہے۔ مجھ سے بڑی چاہت سے فرمانے لگے کہ میرے لئے دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے زیادہ سے زیادہ خلیفۂ وقت کی خوشنودی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور فرمایا خاص کر سفر کرتے ہوئے خاکسار کو دعاؤں میں ضرور یاد رکھا کریں۔ بعد میں جب میں ربوہ حاضر ہوا تو پتہ چلا کہ وہ پاؤں کے زخم کی وجہ سے بیمار ہیں۔ میں صبح صبح ان کے ہاں حاضر ہوا تو باوجود پاؤں کے زخم کے وہ سخت تکلیف میں محض میری دلداری اور عزت افزائی کی خاطر باہر تک لینے کے لئے آئے اور آج ان کے آخری دیدار کی تڑپ لئے میں جب اس کمرے میں پہنچا تو یکدم بے اختیار میرے آنسو رواں ہو گئے کہ ابھی چند دن پہلے ہی تو وہ اس کمرے میں نہایت محبت و پیار سے مجھے گلے لگا کر خوش آمدید کہہ رہے تھے اور آج وہ اسی کمرہ میں اپنے آخری سفر پر روانہ ہونے کے لئے تیار لیٹے ہیں۔ اکثر اس مقام پر پہنچے ہوئے بزرگوں کو خدا تعالیٰ اپنے پاس بلانے سے پہلے مختلف طریقوں سے اطلاع دے دیتا ہے۔ حضرت مولانا کے گھر والوں کے کہنے کے مطابق وہ جان گئے تھے کیونکہ انہوں نے ایک خواب میں دیکھا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں لینے کے واسطے آئے ہیں تبھی تو حضرت مولانا نے اس سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اپنی وصیت کے حساب کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا تھا۔ اور یہ سرٹیفکیٹ جانے سے پہلے شام کو انہوں نے دفتر سے حاصل کیا تھا۔ پیارے مولانا بے انتہا محنت کرنے والے۔ تبلیغ کے لئے ہر لمحہ تیار رہتے تھے۔ دین و سلسلہ کا کام ہو آپ انہیں چاہے رات کے کسی پہر بلا لیں اس قدر عمر ہونے کے باوجود وہ چاق و چوبند اور دین کے کاموں کے لئے کمر کسے ہوئے ملتے۔ ایک دفعہ ربوہ آیا تو مسجد مبارک میں ان سے ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے۔ میں اسلام آباد گیا تھا۔ آپ کا پتہ چلا کہ ربوہ چلے گئے ہیں۔ میں نے عرض کی مجھے یہاں آ کر علم ہوا کہ آپ اسلام آباد تشریف لے جا چکے ہیں۔ افسوس ہوا کہ ملاقات و نیاز حاصل کرنے کا یہ موقع مجھے نہ مل سکا۔ اس وقت پیارے مولانا کی داڑھی رنگی ہوئی نہیں تھی۔ عرض کی۔ اس طرح آپ کو یہ بہت بھلی معلوم دے رہی ہے۔ فوراً فرمایا۔ نہیں نہیں۔ یہ تو آنکھ کے دکھنے کی وجہ سے میں اسے رنگ نہیں سکا وہ جماعت کے کاموں کے لئے ہمیشہ خود کو جوان دیکھنا چاہتے تھے کہ ان کو یہ احساس ہی نہ ہو کہ اب وہ بوڑھے ہو چکے ہیں اور سلسلہ کے کاموں میں بڑھاپا روک بن سکتا ہے۔

حضرت مولانا کے گھر میں ملاقات ہوئی تو خاکسار نے عرض کی جیسے آپ نے فرمایا تھا خاکسار اس کے مطابق سفر میں خلیفۂ وقت اور آپ بزرگوں کے لئے تمام راستہ دعائیں کرتا آیا ہے۔ مسکرا کر فرمانے لگے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ! پنڈی سے آنے کے بعد بھی آپ مجھے نہیں بھولے۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس کا بہتر اجر دے! آپ کے ہاں قیام کے دوران میرا وقت بہت اچھا گزرا۔ خاص کر آپ کی والدہ کے علم سے میں بہت خوش ہوا کہ ہماری جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسی خواتین موجود ہیں جنہوں نے مولوی فاضل کر رکھا ہے گھر جائیں تو میرا ان سے سلام کہیئے گا۔

اس میں کسی احمدی کو کیا شک ہو سکتا ہے کہ جناب مولانا عبدالمالک خان صاحب جماعت کے چوٹی کے بزرگوں اور عالموں میں سے ایک تھے لیکن مجال ہے جو ان میں تکبر کا شائبہ تک ہو۔ جب کبھی بھی ان سے دعا کی درخواست کرتا ہمیشہ فرماتے۔ آپ خلیفۂ وقت کو لکھیں۔ اصل میں تو ان کی دعائیں ہی مقبول ہیں ہماری دعائیں تو ان سے وابستگی کی وجہ سے ہی سنی جاتی ہیں۔ میں عرض کرتا۔ خدائے بزرگ و برتر کا یہ بہت زیادہ فضل و احسان ہے کہ ہم اپنے بزرگوں و مبلغوں کے مقام و اہمیت کو جاننے اور پہچاننے لگے ہیں۔ تبھی خاکسار آپ کے پاس حاضر ہو کر دعا کی درخواست کرتا ہے کہ جہاں اپنے پیارے خلیفۂ وقت سے درخواست دعا کرتا ہوں وہاں ساتھ ساتھ سلسلہ کے بزرگوں سے بھی اپنے لئے ضرور دعا کی درخواست کروں جن سے خلیفۂ وقت خوشنودی و پیار کا اظہار کرتے ہیں۔ اس بات کو سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا:۔

"اچھا اب آپ مجھے نہیں بھولیں گے۔"

ان کے راولپنڈی میں قیام کے دوران باتوں باتوں میں حضور ایدہ اللہ کے خطوط کا ذکر چل نکلا تو خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے چند خطوط پیارے مولانا کو پڑھنے کے لئے دیئے۔ بہت دیر تک محو ہو کر پڑھتے رہے پھر فرمایا:۔

"اب تو مجھے آپ کی خوش قسمتی و خوش بختی پہ کوئی شک نہیں رہا۔ ان خطوں کو خوب سنبھال کر رکھیں حقیقت میں آنے والی دنیا کے لئے بھی یہ ایک قیمتی سرمایہ ہیں..... اور میں آپ کے لئے رشک محسوس کرتا ہوں۔"

حضرت مولانا کی اس قدر دل بڑھا دینے والی بات سن کر خاکسار نے عرض کی۔ میں جانتا ہوں آپ یہ سب میری دلداری اور عزت افزائی کے لئے کہہ رہے ہیں ورنہ مجھے خوب احساس ہے کہ خلیفۂ وقت جو محبت و تعلق آپ سے رکھتے ہیں۔ میں تو صرف اس کا خواب ہی دیکھ سکتا ہوں۔ اور یہ خطوں کی عنایات تو میرے بے حد پیارے آقا کی نظر کرم ہے ورنہ غلام کو اپنی حقیقت خوب اچھی طرح معلوم ہے۔ یہ محض خدائے قادر و توانا کا اپنے اس عاجز بندے پر فضل و کرم ہے اور خلافت سے عشق کا انعام بے بہا ہے فرمایا۔ "ہاں۔ جس نے جماعت میں اس چیز کو جان لیا سمجھ لو اس کو اصل دروازہ کا پتہ چل گیا بدبخت ہیں وہ لوگ جو آج اس نعمت کی عظمت کے منکر ہیں۔"

ایک صبح میں نے حضرت مولانا سے عرض کی کہ میری چھوٹی بیٹی نایاب افتخار بہت بیمار رہتی ہے۔ پیدائش سے لے کر اب ۲½ سال کی عمر ہونے تک وہ ہر ہفتہ بیمار رہتی ہے جس سے ہم میاں بیوی دونوں بہت پریشان رہتے ہیں فرمایا۔ "کیا حضور کو نہیں لکھا تھا۔" عرض کی۔ لکھا ہوا ہے بلکہ نام کی تبدیلی کے لئے بھی عرض کیا ہے (بعد میں حضور ایدہ اللہ نے بچی کا نام "حبۃ الواحد۔ فریدہ افتخار" تجویز فرمایا۔ اور تب سے بچی بیمار نہیں ہوئی) مولانا نے فرمایا "بچی کو بلائیں"۔ میں بھاگم بھاگ اپنی پیاری بیٹی کو لے آیا۔ حضرت مولانا نے بچی کو اپنی گود میں بٹھا لیا اور بہت دیر تک زیر لب دعائیں کرتے رہے۔ پھر بچی کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا۔ آج سے ہم بھی تمہارے ابا کو بہت پیار کرتے ہیں۔ پھر اپنی اچکن کی جیب سے دس روپیہ کا سبز نوٹ نکال کر بچی کو دیا۔ آج بھی مولانا کے خطوں کے ساتھ وہ نوٹ میری فائل میں موجود ہے جس پر اسی دن میں نے تحریر کر دیا تھا۔

"پیارے مولانا عبدالمالک خان صاحب کی طرف سے میری پیاری بیٹی نایاب کے لئے مولانا کی بے شمار دعاؤں کے ساتھ یہ تحفہ اور وعدہ کہ وہ اس بچی کے والد کو آج سے بہت پیار کرتے ہیں"

میرے چچا محترم پیر معین الدین صاحب بتاتے ہیں کہ فیروز پور میں قادیان سے اکثر جماعت کے جید عالم تبلیغ کے سلسلہ میں آیا کرتے تھے اور ہمیں انہیں اپنے ہاں ٹھہرانے کا اعزاز حاصل ہوا کرتا۔ حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب ایک دفعہ وہاں آئے تو فرمانے لگے۔ مجھ سے کسی نے سوال کیا۔ میں جواب نہ

باقی صفحہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امتیازی نتیجہ سالانہ مرکزی امتحان ناصرات ربوہ

معیار اوّل	قیصرہ شاہین بنت	رشید احمد چغتائی	دارالرحمت وسطی ۲	۹۶/۱۰۰	اوّل
	طیبہ شبنم "	محمد اقبال	دارالصدر شرقی ۲	۹۲	دوم
	نورہ منور "	منور احمد بھٹی	دارالصدر شمالی ۱	۸۹	سوم
	رضوانہ شہناز "	محمود احمد باجوہ	دارالرحمت شرقی ۱	۸۹	
معیار دوم	سونیا رضوانہ بنت	ملک محمود احمد	دارالعلوم غربی ۱	۷۵/۷۰	اوّل
	آریہ نعیم "	نعیم احمد ظفر	دارالرحمت غربی	۶۹	دوم
	رخشندہ تحسین "	عطاء اللہ چیمہ	چھنیاں	۶۸	سوم
معیار سوم	فرحانہ قریشی بنت	قریشی محمد ارشد	دارالرحمت وسطی ۲	۵۰/۵۰	اوّل
	امۃ العلی زہرا "	مرزا غلام احمد	دارالصدر شمالی ۱	۴۹	دوم
	صائمہ "	نذیر احمد	دارالصدر غربی ۱	۴۸	سوم
	رفعت ناہید "	رشید احمد	دارالعلوم وسطی	۴۸	
	فرحت جہاں "	عبدالعزیز احمد	دارالصدر شرقی ۲	۴۸	

دیہات

معیار اوّل	محمودہ رفعت بنت	سلطان احمد	پھیروچیچی	۸۴/۱۰۰	اوّل
	طیبہ ظفر "	ظفر احمد حسنی	گوکھووال	۷۴	دوم
	مقصودہ بیگم "	عبدالرشید	پھیروچیچی	۷۳	سوم
معیار دوم	شائستہ مظفر بنت	مظفر احمد	سعداللہ پور گجرات	۶۸/۷۵	اوّل
	صبیحہ خانم "	چوہدری حنیف	محمود آباد	۶۷	دوم
	اقبال کوثر "	فیض احمد	سعداللہ پور گجرات	۶۶	سوم
معیار سوم	امۃ المتین بنت	حنیف احمد	احمد نگر	۴۹/۵۰	اوّل
	نگہت پروین "	غلام رسول	سعداللہ پور گجرات	۴۸	دوم
	رضوانہ ظفر "	مبارک احمد ظفر	احمد نگر	۴۷	سوم

امتیازی نتیجہ سالانہ مرکزی امتحان ناصرات الاحمدیہ بیرون ربوہ

معیار اوّل (شہر)

عفت منہاس بنت	شوکت محمود منہاس	قیادت نمبر ۶ کراچی	۹۶/۱۰۰	اوّل
رفعت جبیں "	مبارک احمد	جھنگ صدر	۹۰	دوم
ثوبیہ طلحت "	محمود احمد خان	ملتان	۸۹	سوم
معیار دوم "	مبشرہ شاہنواز بنت	شاہنواز	سرگودھا	۷۲/۷۵	اوّل
	نصرت حفیظ "	ملک حفیظ احمد	ملتان	۷۱	دوم
	عابدہ ناصر "	ناصر احمد	حیدرآباد	۷۰	سوم
معیار سوم	بشریٰ تحریم بنت	محمود احمد	ملتان	۵۰/۵۰	اوّل
	نویدہ فرحت "	ظفر اللہ	کریم پارک لاہور	۴۹	دوم
	ثناء سعید "	سعید احمد	قیادت نمبر ۲ کراچی	۴۹	
	فرزانہ انجم "	عطاء اللہ انجم	ٹوبہ ٹیک سنگھ	۴۸	سوم
	شفقت ناز "	نور احمد	سانگلہ ہل	۴۸	

(سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ)

ولادت

ہمارے بیٹے عزیزم شیخ محمود احمد رشید۔ انجینئر (ایمکو) کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۲۱/۷/۸۳ کو سی ایچ ہسپتال لاہور میں پہلی پیاری سی بچی عطا کی ہے۔ نومولودہ بیگم و ڈاکٹر ملک لعل دین صاحب آف سیالکوٹ کی نواسی اور ہماری پوتی ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ اس بچی کو کامل صحت اور طویل عمر کے ساتھ نیک صالحہ اور بابرکت وجود بنائے۔ آمین۔

(بیگم و شیخ جمیل احمد رشید۔ اے ۱۔ ۱۸۷ گلبرگ III لاہور)

اعلانِ دارالقضاء

۱۔ مکرمہ عائشہ سلمیٰ بھٹی کا ۲۷/۴ دارالنصر غربی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد میاں غلام حسین صاحب مرحوم نے اپنی زندگی میں پلاٹ مذکورہ کے ۱/۴ حصہ کو میرے نام ھبہ کر دیا تھا اور میں نے ان کی زندگی میں ہی اس میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ لہٰذا استدعا ہے کہ مذکورہ حصہ جس میں میری رہائش ہے میرے نام منتقل کرنے کا فیصلہ صادر فرمایا جاوے۔ اگر کسی وارث وغیرہ کو اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء)

۲۔ مکرم عبیداللہ چوہدری ولد چوہدری نصراللہ خان صاحب مرحوم گورنمنٹ چوبرجی کولر ٹرز لاہور نے درخواست دی ہے کہ قطعہ ۱۳-۱۳ دارالعلوم شرقی ربوہ مرحوم کے نام الاٹ ہے تمام ورثاء نے متفقہ طور پر رضامندی دے دی ہے کہ پلاٹ مذکورہ مرحوم کی بیوہ منظور بیگم صاحبہ کے نام منتقل کرنے کا فیصلہ صادر کیا جاوے۔ اگر کسی وارث وغیرہ کو اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دیجاوے۔

(ناظم دارالقضاء)

۳۔ مکرمہ راج بیگم دختر چوہدری سلطان احمد صاحب مرحوم معرفت چوہدری عبدالرحمان صاحب نمبردار محلہ شرقی کھاریاں ضلع گجرات نے درخواست دی ہے کہ میرے والد وفات پا چکے ہیں۔ مرحوم کے نام پلاٹ ۸/۱۴-۹/۱۴ دارالعلوم شرقی ربوہ الاٹ ہے۔ چونکہ مرحوم کا میرے علاوہ اور کوئی وارث نہیں سوائے ایک بھتیجے کے جو کہ میرے خاوند ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے ۸/۱۴ میرے خاوند چوہدری عبدالرحمان صاحب کے نام اور ۹/۱۴ میرے بیٹے حمید احمد اور سیر کے نام منتقل کرنے کا حکم صادر فرمائیں۔ اگر کسی وارث وغیرہ کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دیجائے۔

(ناظم دارالقضاء)

۴۔ مکرم میاں منور علی صاحب ولد میاں اکبر علی صاحب مرحوم ۱۶ نابھہ روڈ لاہور حال 38- Yeovil Road Luton Beds England. U.K. نے درخواست دی ہے کہ میری والدہ مرحومہ حشمت بی بی صاحبہ کے نام پلاٹ نمبر ۳۳/۱۵ واقع دارالنصر غربی ربوہ الاٹ ہے۔ تمام ورثاء نے میرے حق میں دست برداری دے دی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ پلاٹ مذکورہ میرے نام منتقل کرنے کا فیصلہ صادر فرمائیں۔

اگر کسی وارث وغیرہ کو اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دیجائے۔ (ناظم دارالقضاء)

۵۔ مکرم محمد صادق صاحب ولد عبدالحق مرحوم ساکن کلاس والا تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم کے نام قطعہ ۴/۲ دارالیمن ربوہ الاٹ ہے۔ تمام ورثاء کے متفقہ فیصلہ کے مطابق مندرجہ ذیل کے نام منتقل کیا جاوے۔ محمد صادق، محمد شریف، محمد رفیق، محمد صدیق استدعا ہے کہ پلاٹ مذکورہ مندرجہ بالا کے نام منتقل کرنے کا فیصلہ صادر فرمائیں۔ اگر کسی وارث وغیرہ کو اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دیجائے۔

(ناظم دارالقضاء)

۶۔ مکرم رشید الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کھاریاں نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم چوہدری فضل الٰہی صاحب وفات پا چکے ہیں۔ مرحوم کے نام قطعہ ۳/۹، ۲۴/۹ محلہ دارالنصر غربی الاٹ ہیں استدعا ہے کہ قطعہ ۳/۹ دارالنصر غربی نامزد بیگم دختر فضل الٰہی مرحوم کے نام اور قطعہ ۲۴/۹ سعید الدین صاحب پسر فضل الٰہی مرحوم کے نام منتقل کرنے کا فیصلہ صادر فرمائیں۔ اگر کسی وارث وغیرہ اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دیجائے۔

(ناظم دارالقضاء)

۷۔ مکرمہ حاکم بی بی صاحبہ بیوہ محمد سعداللہ صاحب سیال قصور نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند وفات گئے ہیں۔ مرحوم کے نام ۶/۱ پلاٹ واقع دارالصدر ربوہ الاٹ ہے۔ ورثاء مندرجہ ذیل ہیں، حاکم بی بی صاحبہ بیوہ، حمید اللہ، عصمت اللہ پسران، انور خانم دختر۔

لہٰذا استدعا ہے کہ پلاٹ مذکورہ تمام ورثاء میں بحصص شرعی منتقل کرنے کا فیصلہ صادر فرمائیں۔ اگر کسی وارث وغیرہ کو اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دی جائے۔

(ناظم دارالقضاء)

۸۔ مکرم سید ظہور احمد صاحب ولد ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مرحوم مکان ۴/۵ دارالرحمت غربی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میری اہلیہ سیدہ عطیہ ظہور صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔ مرحومہ کے نام قطعہ ۱/۱۴ میں سے نصف حصہ الاٹ ہے۔ تمام ورثاء میرے حق میں دستبردار ہو گئے ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ پلاٹ مذکورہ میں سے نصف حصہ میرے نام منتقل کرنے کا فیصلہ صادر فرمائیں۔ اگر کسی وارث وغیرہ کو اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دیجائے۔

(ناظم دارالقضاء)

۹۔ مکرمہ انور بیگم صاحبہ زوجہ مکرم رفیق احمد صاحب مرحوم معلم وقف جدید ربوہ نے درخواست دی ہے کہ قطعہ ۷/۲۶ دارالعلوم شرقی رقبہ دس مرلہ مرحوم کے نام الاٹ ہے ان کے دو بچے نابالغ ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ پلاٹ مذکورہ میرے نام منتقل کرنے کا فیصلہ صادر فرمایا جاوے۔

اگر کسی وارث وغیرہ کو اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دیجائے۔

(ناظم دارالقضاء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بقیہ قبلہ)

ترجیح دی جائے گی۔"

(تفسیر کبیر سورۃ بقرۃ۔ جزء ثانی صفحہ ۲۴۴)

۸ھ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا اور کعبہ کی عمارت کو جوں کا توں رہنے دیا۔ مگر ایک موقع پر آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:۔

"یا عائشۃ لولا أن قومک حدیث عھدھم لنقضت الکعبۃ فجعلت لھا بابین بابا یدخل الناس وبابا یخرجون منہ۔"

(بخاری کتاب العلم، باب من ترک بعض الاختیار مخافۃ ان یقصر فھم بعض الناس فیقعوا فی اشد منہ)

اے عائشہ اگر تیری قوم تازہ تازہ ایمان نہ لائی ہوتی تو میں کعبہ کی عمارت میں تبدیلی کر کے دو دروازے بنا دیتا۔ ایک دروازہ داخل ہونے کے لئے اور دوسرا باہر نکلنے کے لئے۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تو تھا لیکن آپؐ نے بعض حکمتوں اور مصلحتوں کی بناء پر اپنے اس خیال کو عملی جامہ نہیں پہنایا کہ مبادا لوگ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارادے کی تکمیل حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ہاتھوں میں عمل میں آئی۔ جب اموی لشکر نے حصین بن نمیر کی قیادت میں خانہ کعبہ کو نقصان پہنچایا تو عبداللہ بن زبیرؓ نے عمائدین مکہ سے کعبہ کی شکستہ عمارت کے انہدام اور از سر نو تعمیر کے متعلق مشورہ کیا اور حدیث نبویؐ کی تعمیل کرتے ہوئے حطیم کو عمارت میں شامل کر دیا گیا اور فرش کے برابر دو دروازے رکھے گئے مشرقی دروازہ داخلے کے لئے اور مغربی دروازہ باہر نکلنے کے لئے۔

لیکن یہ تبدیلی تھوڑے عرصہ تک قائم رہی ۷۴ھ میں حجاج بن یوسف اور خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اتفاق رائے سے حطیم کو پھر کعبہ سے جدا کر دیا اور مغربی دروازہ بند کر دیا۔ اس طرح کعبہ نے عملاً پھر وہی صورت اختیار کر لی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھی۔ اور یہی شکل آج تک چلی آتی ہے۔

فتح مکہ ۸ھ میں ہوئی لیکن مکہ پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا عملی تسلط پہلی دفعہ ۹ھ میں حج کے موقعہ پر ظہور میں آیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم خود اس حج میں شریک نہ تھے۔ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے آپؐ کی نیابت میں اور نمائندگی کرتے ہوئے امیر الحج کے فرائض سرانجام دیئے اور حاجیوں کے مجمع میں نئے انتظامات کا اعلان کیا جو وحی الٰہی کے پیش نظر عمل میں لائے گئے تھے

اس موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورۃ توبہ کی ابتدائی آیات پڑھ کر اعلان کیا کہ اس سال کے بعد مشرکین کو بیت اللہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ اس کے مطابق آئندہ سے مشرکوں کو بیت اللہ کی تقریبات میں شرکت کی ممانعت کر دی گئی۔

۱۰ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حج کی قیادت فرمائی اس موقعہ پر ایک بھی مشرک موجود نہ تھا۔ کعبہ اب بلا شرکت غیر صرف مسلمانوں کا مقدس حرم بن گیا۔ ہر نماز کے وقت تمام دنیا کے مسلمان کعبہ کی طرف منہ کرتے ہیں اور حج کی تقریبات میں کعبہ ہی جملہ مناسک حج کا مبدأ اور منتہا اور مرکزی مقام ہے۔

(بقیہ مولانا عبدالمالک خان صاحب)

دے سکا تو تمام رات کروٹ کے بل لیٹا روتا رہا اس قدر دکھ محسوس کیا کہ ایک مسیح موعودؑ کو ماننے والا ہو اور ایک نہ ماننے والے کے سوال کا جواب نہ دے سکے۔ خدا تعالےٰ نے اس وقت کی اُن کی حالت کو دیکھا ان کے آنسوؤں کو قبول کیا اور اب یہ وقت تھا کہ وہ سوال و جواب کی محفلوں کی جان ہوا کرتے تھے۔"

ایک دوست نے بتایا کہ کسی نے مولانا سے کہا کہ اگر آپ کے دونوں چچا (علی برادران) احمدی ہو جاتے تو احمدیت کو بہت فائدہ پہنچتا۔ مولانا کا چہرہ یہ سن کر کرب سے سرخ ہو گیا اور بڑے جلال سے فرمایا۔ کیا خدا کے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ کس کے شامل احمدیت ہونے سے سلسلہ کی ترقی ہو گی۔ جس کو خدا تعالیٰ نے ہی احمدیت قبول کرنے کی توفیق نہ دی اس کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ اس کے احمدی ہونے سے یہ خدائی سلسلہ زیادہ ترقی کرتا۔ خدا کی قادر ذات پر حملہ کرنا ہے۔ اس لئے ایسے بیہودہ خیالات پر استغفار کرنا چاہیئے۔

پیارے امام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۵ اگست جمعہ کو خطبہ ثانیہ کے دوران جب حضرت مولانا کی انتہائی دردناک موت کا اعلان کیا تو پیارے آقا کی اپنی آواز اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے دکھ و درد کے بے پناہ احساس سے بار بار بھرّا کر رک رک جاتی اور آنکھوں میں ہزار برداشت کے باوجود آنسو تھے۔ اس تڑپا دینے والے اعلان کو سنتے ہی یکدم مسجد میں سناٹا چھا گیا۔ صدمے کے مارے لوگوں پر گویا سکتے کا عالم طاری ہو گیا۔ لوگ بے یقینی کی حالت میں ایک دوسرے کو تک رہے تھے کہ شاید ان کے کانوں نے ہی کوئی غلط بات سن لی ہے۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ خدا کی تقدیریں ہی غالب آ کر رہتی ہیں۔ اور جب حضور یہ اطلاع لوگوں کو دے رہے تھے کہ:۔

"تھوڑی دیر قبل لاہور سے فون پر یہ اطلاع ملی ہے۔ ہمارے دل بے حد مغموم ہیں۔ مرحوم نہایت فدائی و سلسلہ کے خادم تھے۔ آپ ہندوستان کے چوٹی کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے جس نے اللہ کی خاطر دنیا کی عزت کو ٹھکرا دیا اور دین کی خدمت کو قبول کیا۔ مولانا نے دین کی خاطر زندگی وقف کی اور اس وقف کے تقاضوں کو خوب نبھایا۔ گرمی سردی یا کسی مشکل مصیبت میں بھی خدمت دین کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔"

حضور کے اس خراج تحسین کو سن کر مجھے مولانا کے وہ الفاظ یاد آنے لگے کہ:۔

"میرے لئے دعا کریں خلیفۂ وقت کی خوشنودی مجھے زیادہ سے زیادہ حاصل ہو۔"

اور جس طرح خلیفۂ وقت نے مولانا مرحوم کی جدائی کو محسوس کیا اور درد ان کے دل سے جس طرح پھوٹ پھوٹ کر آواز میں ارتعاش پیدا کر رہا تھا میں نے جانا۔ واقعی مولانا بہت خوش قسمت تھے کہ صرف میں نے ہی نہیں تمام موجود افراد نے بھی دیکھ اور سن لیا کہ واقعی میں انہوں نے سلسلہ کی بے لوث خدمت میں وہ وہ کام سرانجام دیئے کہ حقیقت میں خلیفۂ وقت کی خوشنودی اور پیار کو بھرپور طور پر حاصل کیا۔ بلکہ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ حضور کے منہ سے مولانا کا ذکر اس قدر محبت سے سننے کے بعد ہر دل کی یہ تمنا رہی ہو گی کہ کاش وہ بھی خدمت دین میں کوئی ایسا ہی کام کر دکھائیں کہ خلیفۂ وقت کی خوشنودی اور پیار کے صحیح معنوں میں حقدار ٹھہریں۔ اور ہر ایک کو ایسی ہی قدر نصیب ہو۔

جب ہمارے پیارے امام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی نماز جنازہ پڑھا رہے تھے تو مولانا کے عزیزوں کے ساتھ میں مسجد مبارک کے باہر صف میں کھڑا تھا۔ نماز کے دوران ہمارے آنسوؤں کے ساتھ آسمان سے بارش کے قطرے زمین پر یوں ٹپ ٹپ گر رہے تھے جیسے آسمان بھی ہمارے ساتھ اس غم میں برابر کا شریک ہو۔ حضور نے بھی خرابیٔ موسم اور راستوں میں بارش و کیچڑ کے باوجود مولانا کی قبر تیار ہونے پر دعا کروائی اور اس طرح پیارے مولانا کو خراج تحسین پیش کیا۔

واقعی اللہ تعالیٰ نے محترم مولانا کی نیک تمناؤں کو قبولیت کا درجہ بخشا اور وہ خلیفۂ وقت کی بے حد خوشنودی کے وارث بنے۔ خدائے بزرگ و برتر ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس دعا کو قبولیت کا درجہ بخشے کہ:۔

"اگر جماعت سے اللہ تعالیٰ ایک عبدالمالک کو اپنے پاس بلائے تو ہم محض خدا کے فضل سے اس کے بدلے سَو عبدالمالک پیدا کر دیں۔ دنیا کو مخلص خادمان دین کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ ہمارا دامن کبھی تنگ نہ کرے۔ ہمارے دلوں کو خدا کے فرشتے متحرک کریں کہ ایک جگہ خالی ہو تو اس کی جگہ دس۔ بیس نہیں۔ سَو آدمی آگے آ جائیں اور اس جگہ کو پُر کر دیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین!"

احباب سے ضروری گذارش

بعض احباب اور ایجنٹ حضرات اپنی رقوم بینک ڈرافٹوں کے ذریعہ بھجواتے ہیں۔ ایسے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے ڈرافٹ بنام مینیجر الفضل بذریعہ نیشنل بینک آف پاکستان ربوہ بھجوایا کریں۔ نیز ہر چیک پانچ روپے کی زائد رقم کا ہونا چاہیئے کیونکہ بینک والے ہر چیک سے پانچ روپے کمیشن کاٹ لیا کرتے ہیں۔ خاکسار احباب کا مشکور ہو گا۔ (مینیجر الفضل ربوہ)

ضرورت خادم مسجد

مسجد نور جماعت احمدیہ راولپنڈی میں ایک ایسے خادم مسجد کی ضرورت ہے۔ جو مخلص اور مستعد ہو سائیکل چلا سکتا ہو۔ اردو لکھ پڑھ سکتا ہو۔ معقول تنخواہ دی جائیگی جو بالمشافہ طے کی جائیگی۔ سنگل رہائش کے لئے جگہ دی جائے گی۔ خواہشمند دوست اپنی درخواستیں امیر/صدر جماعت کے ذریعے بھیجیں یا امیر/صدر جماعت کے تعارفی خط کیساتھ ملیں۔

(عبدالجلیل عشرت سیکرٹری جنرل جماعت احمدیہ راولپنڈی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ قرارداد تعزیت صدر اول سے آگے

تعمیر ہوئی جو گھانا کی تاریخ میں آپ کا ذکر قائم رکھنے کا موجب ہوگی۔

محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب میں تبلیغ احمدیت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ خواہ کسی حال میں بھی ہوں تبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا۔ جوانی تھی تو تبلیغ میں ہمہ تن مصروف رہے۔ ناتوانی کا دور آیا تو باوجود صحت کی کمزوری اور دیگر کئی عوارض کے آپ نے دعوۃ الی اللہ کے مقدس فریضہ کو ہر رنگ میں جاری رکھا اور ہر آن نبھایا۔ حتیٰ کہ آپ نے جب اپنی جان۔ جان آفریں کے سپرد کی تو اس وقت بھی آپ تبلیغ کی غرض سے ایک للّٰہی سفر پر رواں دواں تھے اور فی سبیل اللہ جہاد پر جا رہے تھے۔ یہ نیک اور بامراد انجام زہے قسمت۔ زہے نصیب!

محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم و مغفور کی خوبیوں اور اوصاف حسنہ کا سلسلہ نہایت وسیع ہے اور تحریر کا دامن نہایت محدود۔ اس لئے ہم جملہ ناظران و ممبران صدر انجمن احمدیہ اپنے اس مرحوم بھائی اور معزز رفیق کار کے حق میں اپنے پیارے امام اور محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہمنوائی میں دعا کرتے اور عہد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک عبدالمالک کو بلائے تو ہمیں توفیق بخشے کہ اس کی جگہ دس بیس نہیں سو عبدالمالک تیار کر کے اس کی راہ میں پیش کر دیں۔ آمین!

اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا ہے کہ محض اپنے فضل سے مولانا مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں اپنے سایۂ خاص کے نیچے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے جملہ پسماندگان کو اپنی حفاظت خاص میں رکھے ان کا ہر آن کفیل و کارساز ہو اور مولانا مرحوم کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنے کی سب کو ہمت و طاقت عطا کرے اور صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین!"

(قائم مقام صدر۔ صدر انجمن احمدیہ (پاکستان) ربوہ)

دعائے مغفرت

میرے چھوٹے بھائی مکرم عبدالسلام خان صاحب۔ ابن محترم عبدالجبار خان صاحب مرحوم مؤرخہ ۶ اگست ۱۹۸۳ء بروز ہفتہ صبح آٹھ بجے بعمر ۵۴ سال سرگودھا میں اچانک ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مرحوم بہت نیک اور مخلص احمدی تھے۔ فرقان بٹالین میں خدمات انجام دیں۔ سرگودھا میں ۱۹۷۴ء کے ہنگاموں میں ان کا مکان نذر آتش کر دیا گیا اور انہیں جسمانی تشدد کا بھی نشانہ بنایا گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے مرحوم ثابت قدم رہے۔ سرگودھا سے مرحوم کا جنازہ اسی روز ربوہ لایا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں نماز جنازہ پڑھائی اور از راہ شفقت لواحقین سے اظہار تعزیت فرمایا۔ مرحوم کو قبرستان عامہ میں دفن کیا گیا۔ اور مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب وکیل الدیوان تحریک جدید نے تدفین کے بعد دعا کرائی۔ مرحوم نے بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی دو بچے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

احباب سے مرحوم بھائی کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ اور یہ کہ پسماندگان کا اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر و کفیل ہو۔

(عبدالغفار خان
ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر دارالصدر جنوبی۔ ربوہ)

انشاء اللہ تعالیٰ
حضرت حکیم نظام جان کے
فرزند و جانشین
حکیم عبدالحمید صاحب اعوان
مشہور دواخانہ ربوہ بالمقابل ایوان محمود
میں ۲۵، ۲۶ اگست ۱۹۸۳ء
کو مطب میں حاضر ہونگے۔ جمعرات تین بجے
دوپہر سے شام چھ بجے تک اور
جمعہ صبح ۸ تا ۱۲ بجے دوپہر تک
مینجر
مشہور دواخانہ ربوہ

لطیف موٹرز
نئی و پرانی کاروں
کی خرید و فروخت
کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں
لطیف موٹرز ۲۴۔ میکلوڈ روڈ لاہور
فون دفتر ۵۵۹۴۴
میاں عبداللطیف گھر ۔ ۳۳۰۶۹۳

کینیڈا میں نئے مشن ہاؤسز اور مساجد کیلئے نمایاں قربانی کرنیوالے احباب

کینیڈا سے تازہ اطلاعات کے مطابق مندرجہ ذیل مزید احباب نے نئے مساجد و مشنز فنڈ میں نمایاں وعدہ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ ان کی توفیق خدمت و قربانی کو بڑھاتا چلا جائے۔ جملہ مشکلات اور پریشانیوں سے نجات دے اور ان پر راضی ہو۔

۱۔	مکرم ڈاکٹر سید نعیم احمد صاحب	۲۵,۰۰۰ ڈالرز
۲۔	مکرم میاں محمد صدیق صاحب	۱۵,۰۰۰ "
۳۔	" محمد معین جنجوعہ صاحب	۱۰,۵۰۰ "
۴۔	" چوہدری محمد اکرم صاحب معہ اہلیہ	۱۰,۰۰۰ "
۵۔	" مرزا ارشاد احمد صاحب	۱۰,۰۰۰ "
۶۔	" طاہر محمود باجوہ صاحب	۱۰,۰۰۰ "
۷۔	" عزیز اللہ صاحب	۱۲,۰۰۰ "
۸۔	" سید یوسف احمد صاحب پی۔ ایچ ڈی	۷,۰۰۰ "
۹۔	" چوہدری عبدالماجد صاحب	۶,۰۰۰ "
۱۰۔	" سید حمید احمد صاحب	۶,۰۰۰ "
۱۱۔	" جمیل احمد سعید صاحب	۵,۰۰۰ "
۱۲۔	" نصیر احمد خان صاحب	۵,۱۰۰ "
۱۳۔	" شاہد احمد صاحب راجپوت مع اہلیہ صاحبہ	۵,۰۰۰ "
۱۴۔	" ہشام قمر ملک صاحب	۵,۰۰۰ "
۱۵۔	" سید تنویر احمد شاہ صاحب مع اہلیہ	۵,۰۰۰ "
۱۶۔	" محمد حزقیل خان صاحب	۱۰,۰۰۰ "
۱۷۔	" ناصر احمد صاحب چیمہ	۵,۰۰۰ "
۱۸۔	" سید شبیر احمد شاہ صاحب مع اہلیہ	۵,۰۰۰ "
۱۹۔	" اعجاز احمد قمر صاحب پی ایچ ڈی	۵,۰۰۰ "
۲۰۔	" اسامہ سعید صاحب	۵,۰۰۰ "
۲۱۔	" قریشی عبدالماجد صاحب	۵,۰۰۰ "

(وکیل المال (ثانی) تحریک جدید۔ ربوہ)

عاجزانہ درخواست دعا

(محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ربوہ)

احباب جماعت کو علم ہے کہ یہ عاجز سوا تین سال سے بیمار ہے اور اب گرمیوں میں تو معدہ میں درد اور سر میں مستقل درد ہوتی ہے۔ لہٰذا خاکسار عاجز احباب جماعت کی خدمت میں درخواست کرتا ہے کہ وہ اس عاجز کے لئے خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص دست شفا سے اس عاجز کو کامل و عاجل شفا عطا فرمائے اور سب پریشانیوں کو اپنے فضل سے دور فرمائے۔ آمین اللھم آمین!

اب آرام کرنے سے ٹانگوں کے ورم کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کچھ آرام ہے۔ لہٰذا خاکسار نے گھر پر صبح ۱۰ بجے سے ۲ بجے تک اور شام ۵ بجے سے اذان مغرب تک ان احباب کو جو خاکسار سے طبی مشورہ لینا چاہتے ہوں دیکھنا شروع کر دیا ہے۔

ضرورت ہے
مرکز میں مکان کی دیکھ بھال کیلئے ایک نگران کی ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات رجوع فرمائیں۔ مناسب اجرت دی جائیگی
حکیم عبدالواحد دفتر اصلاح و ارشاد مقامی ربوہ